اس لئے سطحی طور پر یہ شبہ نہ کیا جائے کہ اس صورت میں رسولوں پر ایمان لانا، ایمان بالمغیبات میں کیسے شمار کیا جائے گا کیونکہ رسول کی ذات اگرچہ مشاہد و محسوس ہوتی ہے مگر اس کی رسالت بہرحال میں عالم غیب کا ایک آبدار گوہر ہوتا ہے۔ اور اسی پر ایمان لانے کا انسان مکلف ہوتا ہے۔ اس حیثیت سے رسول پر ایمان، ایمان بالمغیبات میں شمار کیا جاتا ہے۔ اور اس کے دیکھنے والے بھی گویا ان دیکھے ہی رسول پر ایمان لائے ہوئے ہیں۔

البتہ رسول پر ایمان لانے میں اس کے دیکھنے والوں کیلئے رسولؐ کی شخصیت بلاشبہ بڑی حد تک معین و مددگار ہوتی ہے۔ وہ اس کا مشاہدہ کرکے ایمان کے قبول کرنے میں اس سے براہ راست مدد حاصل کرتے ہیں۔

چونکہ رسولؐ کی وفات کے بعد یہ مساعدت جو رسول کی ذات گرامی کے مشاہدہ سے حاصل ہوتی ہے۔ باقی نہیں رہتی۔ اور صرف عالم غیب کا حصہ یعنی اس کی رسالت باقی رہ جاتی ہے۔ اس لئے اس پر ایمان لانا ہر حیثیت سے بن دیکھے ہو کر جزئی فضیلت کا موجب بن جاتا ہے۔ اسی لئے حدیث میں ارشاد ہے، میری امت کی مثال بارش کی سی ہے جس کے متعلق یہ کہنا مشکل ہوتا ہے۔ کہ اس کا پہلا حصہ بہتر تھا یا پچھلا حصہ۔

صحابہ کرامؓ کے بعد اب رہے امت کے وہ لوگ جن کو نہ عالم غیب کا مشاہدہ حاصل ہوگا اور نہ ان کی آنکھوں کے سامنے رسولؐ کی بصیرت افروز ہستی ہی ہوگی، ایک خدا تعالیٰ کی مقدس کتاب ہوگی اور اس کے رسولؐ کے کچھ محفوظ اقوال و آثار ہوں گے، وہ ان ہی کو دیکھ کر ایمان لے آئیں گے۔ ان کا ایمان اگرچہ نامساعدت اسباب کی وجہ سے اس درجہ پر نہ ہو جس درجہ پر صحابہ کرامؓ کا ایمان ہے۔ لیکن یہ ایمان بھی قابل تعجب ضرور ہے۔ فضیلت کلی گو صحابہ کرامؓ کو حاصل ہے لیکن ایک جہت سے فضیلت جزئیہ کے حقدار وہ ہی رہیں گے۔ اور اس پیرایہ سے رحمۃ للعلمین کی ساری کی ساری امت قابل غبطہ بن جائے گی۔ کوئی حصہ کسی جہت سے کوئی حصہ کسی جہت سے ـــــ

رسول و اوتار و بروز | اسلام میں رسول نہ خدا تعالیٰ کا اوتار ہو سکتا ہے۔ کہ خدائی اس میں حلول کر سکے اور نہ خود خدا ہو سکتا ہے کہ ہیکل انسانی میں جلوہ نما ہو، رسول کے متعلق خدائی کا تصور عیسائیت کا رہین ہے اور خدا تعالیٰ کے متعلق یہ عقیدہ کہ وہ رسول کی صورت میں بروز کرتا ہے براہمہ کا عقیدہ ہے۔ اسلام کی تعلیم ان دونوں سے علیحدہ ہے۔ بلکہ یہ دونوں تصور اسلام میں بے مصداق ناممکن اور